# طبی اخلاقیات اور مسلم اطباء کے فرائض

ڈاکٹر شمس البصر ایسوسی ایٹ پروفیسر
شعبہ علوم اسلامیہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور

طب کا پیشہ معاشرے کے اہم پیشوں میں سے ایک ہے جبکہ طبی علوم کا حصول معاشرے کی اجتماعی ذمہ داریوں میں سے ہے۔ دور جدید میں کسی بھی ترقی یافتہ اور باشعور معاشرے کی ترقی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے عوام کس حد تک صحت مند ہیں یا یہ کہ اس میں طبی علوم کے ماہرین کس قدر ہیں۔ ایک صحت مند معاشرہ نہ صرف فلاحی ہوتا ہے بلکہ ترقی یافتہ بھی کہلاتا ہے۔ قرآن کریم میں اس سے متعلق اس قسم کا اشارہ ملتا ہے:

''ومن أحياها فكأنما أحيا الناس جميعا''(۱)

اور جس نے کسی کو زندگی دی تو گویا اس نے پوری انسانیت کو زندگی دی۔

حقوق کے سلسلے میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''ولِجَسَدك عليك حقاً''(۲) اور تمہارے بدن کا تمہارے اوپر حق ہے۔

علامہ کتانی لکھتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ خود علاج معالجہ فرماتے تھے صحت کی حالت میں بھی اور مرض کی حالت میں بھی صحت کی حالت میں حفاظت والی تدابیر سے مثلاً ریاضت، مجاہدہ اور کم کھانے کے ذریعہ اور تر کھجوریں ککڑی کے ساتھ کھانے سے اور تر کھجوریں خربوزہ کے ساتھ کھانے سے۔ اور فرماتے اس کی ٹھنڈک اس کی گرمی کو دور کرتی ہے۔۔۔۔۔۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیمار ہوئے تو حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کی چھاتی کے درمیان رکھا تو ان کو اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی تو فرمایا

''انك مفئود'' یعنی تم دل کے بیمار ہو۔''(۳)

خود رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

''الحمىَّ من فيحِ جهنم فأبردوها بالماء''(۴)

بخار جہنم کی ہوا میں سے ہے اسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کیجیے۔

علاج معالجے سے متعلق حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ نے منتر (جھاڑ پھونک) کی ممانعت فرمائی تو عمرو ابن حزم کا خاندان رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور پوچھا کہ

یارسول اللہ ﷺ ہمارے پاس ایک منتر (جھاڑ پھونک) تھا جس کیذریعے ہم بچھو (کے کاٹے) کا علاج کرتے تھے اور آپ نے اس سے منع فرمایا ہے (حضرت جابرؓ نے) کہا کہ انھوں نے اسے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں جو تم میں سے اپنے (مسلمان) بھائی کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہو تو وہ اسے ضرور پہنچائے''۔(۵)

اسی طرح ضماد بن ثعلبہ ازدی کو حضور ﷺ کا قرب حاصل تھا آپ بڑے سمجھ دار اور حازق طبیب تھے اور جھاڑ پھونک بھی کرتے تھے''(۶)

حضرت سعدؓ جب بیمار ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''تم قبیلہ ثقیف کے حارث بن کلدہ کے پاس جاؤ وہ طب کا علاج جانتے ہیں وہ عرب کے فضلاء اَطباء میں سے تھے طائف کے رہنے والے تھے اور فارس میں رہ کر وہاں کی متعدد اسناد طب میں حاصل کی تھیں اور فارس میں بھی مشہور طبیب رہے پھر اپنے ملک کو لوٹے تو بڑا نام پیدا کیا''۔حضرت عمرؓ ہر اس شخص سے جو طب کا علاج جانتا تھا طب کو حاصل کرتے تھے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے صرف اللہ کے حکم سے جھاڑ پھونک کی اجازت دی۔(۷)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ما أنزل الله داء الا أنزل له شفاء''

اللہ تعالی نے ہر قسم کے مرض کے لئے دوا پیدا کی ہے۔(۸)

''وهو يدل على جواز المعالجة''(۹)

یہ حدیث علاج معالجہ کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت ابو درداؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے مرض اور اس کا علاج دونوں کو پیدا فرمایا اور ہر قسم کے مرض کے لئے دوا بھی ہے تو تم علاج ضرور کرو لیکن حرام چیزوں سے نہیں (۱۰)

اس مختصر تعارف سے اسلامی تعلیمات میں طبی علوم کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسلام دوسرے علوم کیساتھ ساتھ طبی علوم کے حصول کی نہ صرف پذیرائی کرتا ہے بلکہ اسے فرض کفایہ قرار دیتا ہے۔امام غزالیؒ فرماتے ہیں ''مسلم معاشرے میں چند فروض کفایہ ہیں ۔۔۔علم طب ان میں سے اہم ترین ہے''(۱۱)

امام الحرمینؒ فرض کفایہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''فرض کفایہ کو پورا کرنا فرض عین سے زیادہ اہم ہے اس لئے کہ اگر فرض عین ترک کیا گیا تو متعلقہ فرد گناہگار رہوا۔اور اگر اس نے

اسے انجام دیا تو اس نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ اگر فرض کفایہ کو ترک کر دیا گیا تو تمام معاشرہ گناہگار ہوا۔ اگر فرض کفایہ کو پورا کر دیا گیا تو تمام معاشرہ سے فرض ساقط ہوا''۔ (۱۲)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں ''علم کی دو اقسام ہیں (ایک) علم طب جو کہ جسمانی امور سے متعلق ہے اور (دوسرا) علم فقہ جو کہ دینی امور سے متعلق ہے''۔ (۱۳)

علم طب بدن سے متعلق رہنمائی فراہم کرتا ہے اور علم فقہ دین سے متعلق۔ امام غزالیؒ طبی علوم کی اہمیت سے متعلق فرماتے ہیں کہ ''طبیب اپنے علم کی وجہ سے تقرب الٰہی حاصل کر سکتا ہے اور وہ اسی علم کی وجہ سے اجر کا مستحق ہوگا اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا خادم ہوتا ہے'' (۱۴)

امراض مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں ان میں سے بعض انتہائی مہلک اور خطرناک ہوتے ہیں جدید دور میں دنیا بھر کی حکومتیں عمومی طور پر ان مہلک اور خطرناک امراض کی روک تھام کے لئے کوشاں رہتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انھوں نے ایک طرف امراض کی روک تھام کے لئے احتیاطی تدابیر کیں اور دوسری طرف علاج معالجہ کی اہمیت کو اپنے ماننے والوں پر اجاگر فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے وبائی امراض کے سلسلے میں احتیاط برتنے کی تعلیم دی۔ عبدالرحمٰن بن عوف روایت کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''جب کسی زمین میں وباء پھیل جائے تو وہاں سے بھاگ کر نہ نکلو اور کسی اور زمین میں سنو کہ وہاں وباء پھیل چکی ہے تو اس کی طرف نہ جاؤ۔ (ایک مرتبہ) حضرت عمرؓ جب ملک شام کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں ان کو وہاں وباء کی خبر ملی تو اس حدیث کے حوالے سے واپس تشریف لائے اور اللہ کی حمد کی۔۔۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ جانے سے منع فرمایا جہاں طاعون پھیل چکا ہو'' (۱۵)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جس جگہ پر وباء پھیلی ہوئی ہو۔ اگر وہاں سے لوگ دوسرے طرف نکلیں گے تو وہ مرض چونکہ متعدی ہوتا ہے اس لئے دور دراز تک اس کے پھیلنے کا قوی حدشہ ہوگا۔ اور اگر دوسری جگہ سے لوگ وہاں جائیں گے تو انہیں وہ بیماری لاحق ہو سکتی ہے۔ اس وجہ سے احتیاط کا تقاضا ہے کہ بیماری پھیلنے نہ دی جائے۔

دور جدید میں دنیا بھر کی حکومتوں کی کوشش ہوتی ہے کہ دوسری بیماریوں کے علاوہ کم از کم مہلک اور متعدی بیماریوں سے تو محفوظ رہا جائے۔ اقوام متحدہ کا ذیلی ادارہ عالمی ادارہ صحت (WHO) بھی صحت سے متعلق مختلف امور میں معاونت کی مقدور بھر کوشش کرتا ہے۔ اگر چہ ان کوششوں کے بہت اچھے نتائج سامنے آئے ہیں لیکن بعض اوقات برعکس نتائج بھی آجاتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کے منفی نتائج کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی۔

مریض کی عمومی طور پر دو قسم کی ضروریات ہوتی ہیں اس کی ایک ضرورت مرض سے نجات اور دوسری نفسیاتی الجھن کو رفع کرنے کے لئے اسکے ساتھ اظہار ہمدردی ہے۔ یہ دونوں فرائض ایک طبیب نے ہی انجام دینے ہوتے ہیں۔ اس قسم کے فرائض کی انجام دہی کے دوران کسی بھی قسم کے فائدے کے ساتھ ساتھ نقصان کا احتمال بھی ممکن ہے۔ جان بچاتے ہوئے کسی کا کوئی عضو یا جان بھی تلف ہو سکتی ہے۔ اس پیشہ کا تعلق چونکہ انسانی جان اور اس سے متعلقہ امور کے ساتھ ہوتا ہے اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ اُطباء کی اخلاقی اور قانونی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی جائے۔ ہم نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اُطباء اور اس پیشہ سے متعلقہ افراد کی اخلاقی اور قانونی ذمہ داریوں کا احاطہ کرنے کی مقدور بھر کوشش کی ہے۔

عربی ادب میں طبیب سے مراد وہ فرد ہے جو طبی امور کا ماہر اور جاننے والا ہو اس حوالے سے طبیب سے مراد وہ فرد ہوا جو طبی علاج معالجہ اور اس سے متعلقہ امور کی انجام دہی کرتا ہو۔ (۱۶) لیکن یہاں محض طبیب ہی کافی نہیں ہوگا بلکہ وہ تمام عملہ جو اس قسم کے فرائض بجا لاتا ہو اس میں داخل ہوگا کیوں کہ آجکل اس شعبے میں کافی وسعت آچکی ہے۔ اخلاق اور قانون دو ایسے شعبے ہیں جن کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے دونوں کے سرحدیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں بلکہ بعض اوقات تو یہ دونوں اس قدر مشترک ہوتے ہیں کہ ان کو ایک دوسرے سے الگ کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔

ذیل میں ہم اسلامی تعلیمات کے حوالے سے اُطباء کی قانونی اور اخلاقی ذمہ داریوں سے متعلق چند امور کی نشاندہی کریں گے۔

> ''عمرو بن شعیب اپنے والد سے بواسطہ دادا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے کسی کا علاج کیا اور پہلے سے طبی امور کو نہیں جانتا تھا تو وہ (نقصان کا) ضامن ہوگا'' (۱۷)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ علاج سے پہلے طبی علوم کا جاننا ضروری ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ امام الأطباء نے ماہر طبیب کے علاوہ کسی سے علاج کرنے سے منع فرمایا ہے اور یہ کہ وہ دوا استعمال کریں جو جانتے ہوں۔

صاحب التراتیب الاداریہ نے ابونعیم کی روایت کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''جس نے علم طب نہ جانتے ہوئے کسی کا علاج کیا جس کے نتیجے میں کسی کی موت یا نقصان ہوا تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔ (۱۸) اس حدیث کی وہ مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ'' ابن طرحان نے اس کی توضیح کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس حدیث میں احتیاط اور لوگوں کے تحفظ کے ساتھ ساتھ سیاسی اور شرعی حکم بھی

ہے۔یعنی جس نے علم طب کو اختیار کیا اور پھر اس کو ترقی نہ دی اور اس فن کے ماہرین کی صحبت میں رہ کر اس کی مشق اور عملی تجربہ نہیں کیا اور ناقص طب سے اپنے زیر علاج مریض کو مار ڈالا تو ایسا طبیب اس کا جوابدہ اور ذمہ دار ہوگا‘‘ (۱۹)

صاحب جواہر الاکلیل اس سلسلے میں رقمطراز ہیں۔

طبیب اگر طبی قواعد کو نہ جانتا ہو یا ماہر نہ ہو اور اس نے کسی مریض کا علاج کیا اور نتیجہ کے طور پر مریض انتقال کر گیا یا اسے کوئی عیب لاحق ہوا تو وہ (طبیب) ضامن ہوگا۔(۲۰)

علامہ ابن قدامہؒ فرماتے ہیں یہ (طبیب) ماہر ہوں اور علوم (طب) میں صاحبان بصیرت اور معرفت ہوں اس لئے کہ اگر ایسا نہ ہو تو ان کا عمل نا جائز (حرام) ہوگا اور اس عمل کے کرنے کے ضامن ہوں گے۔(۲۱)

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

شریعت اسلامی غیر ماہر طبیب پر ذمہ داری عائد کرتی ہے جب وہ علاج معالجہ بغیر علم اور معرفت کے کرتا ہے اور اس نے اپنی لاعلمی سے جانی اتلاف کیا اور ایسا کام کیا جو وہ نہ جانتا تھا گویا اس نے مریض کو دھوکہ دیا تو اس کا ضامن ہوگا۔اور اس بات پر اہل علم کا اجماع ہے۔(۲۲)

ترقی پذیر معاشروں میں بعض قسم کے پیشہ ور ہوتے ہیں جو علاج معالجے سے متعلق مختلف امور انجام دیتے رہتے ہیں۔مثلاً پاکستان میں حجام دیہات میں ابھی تک بچوں کا ختنہ کرتے ہیں یا بعض لوگ ٹوٹکوں وغیرہ سے علاج معالجہ کرتے اور کراتے ہیں۔اگر وہ لوگ ان امور میں ماہر نہ ہوں اور کسی کا کوئی نقصان ہوا تو ذمہ داری کرنے والے کی ہوگی۔کیوں کہ مریض تو محتاج ہوتا ہے اور نفسیاتی طور پر وہ اپنے مرض سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے ایسے میں اگر اس کو معمولی سی کرن بھی نظر آجائے تو وہ اس کی طرف دوڑتا ہے۔اکثر نااہل لوگ مریض کی اس نفسیاتی کیفیت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ایسے حالات میں اکثر اوقات ناقابل تلافی نقصان بھی ہو جاتا ہے۔

صاحب معین الحکام اس سلسلے میں ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

حجام سے متعلق مسئلہ۔ایک نے دوسرے سے کہا کہ تمہاری آنکھ میں گوشت کا پردہ ہے اگر تم نے اسے نہ ہٹایا تو تمہاری آنکھ اندھی ہو جائیگی۔تو حجام نے کہا کہ میں اسے ہٹا دوں گا۔حجام نے اس کی آنکھ سے گوشت ہٹایا جبکہ وہ اس معاملے میں ماہر نہیں تھا۔آدمی کی آنکھ اندھی ہوگئی۔وہ (حجام) نصف دیت کا ذمہ دار ہوگا۔(۲۳)

الخطابی فرماتے ہیں:

''اگر معالج اپنے حدود سے تجاوز کر کے مریض کی جان تلف کرے تو اس کے ضامن ہونے میں (مسلمان فقہاء میں) کوئی اختلاف نہیں'' (۲۴)

## علی گڑھ یونیورسٹی میں منعقدہ آٹھویں فقہی سیمینار کے شرکاء کی سفارش:

علاج کرنیکا حق اس شخص کو حاصل ہے جو فن کا علم رکھتا ہو اور تجربہ کار ہو اور اس کے علم اور تجربہ کی کسی مستند و معتبر ذریعہ نے تصدیق کی ہو' صحیح علم و تجربہ کے بغیر علاج معالجہ کرنا جائز نہیں ہے۔ جس شخص کو علاج معالجہ کی شرعا اجازت نہیں ہے اگر اس کے علاج کی وجہ سے مریض کو غیر معمولی ضرر لاحق ہو جائے تو ضمان عائد ہوگا۔ (۲۵)

## مریض کی اجازت سے یا اجازت کے بغیر علاج:

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر بغیر اجازت کے مریض کی ضرورت کے پیش نظر ماہر طبیب اس کا علاج کرے اور اس کے نتیجے میں اس کی جان جاتی رہے یا اس کا کوئی عضو تلف ہو تو نقصان کی ذمہ داری کس کی ہوگی؟

علامہ ابن فرحون اس سلسلے میں رقمطراز ہیں:

''اگر وہ نہ جانتا ہو یا (اس نے) بغیر اجازت کے (علاج) کیا۔ غلطی کی یا (اجازت والے معالمے میں) حد سے متجاوز ہوا یا مطلوبہ امر میں کمی کی تو نتائج کی ذمہ داری اسی کی ہوگی۔ (۲۶)

صاحب جواہر الاکلیل رقمطراز ہیں:

''اگر وہ (طبیب) علم طب سے واقف تھا اور (مریض کے) علاج میں کمی کی جس کے نتیجے میں نقصان ہوا یا علم طب سے واقف تھا لیکن اس نے علاج بغیر کسی کوتاہی کے لیکن اجازت کے بغیر کیا۔ مثلاً کسی بچہ کا ختنہ بغیر اس کے ولی کی اجازت کے کیا یا کسی عمر رسیدہ شخص کا بالجبر کیا یا جب وہ سو رہا تھا یا کسی مریض کو بالجبر دوا کھلائی اور اس سے نقصان یا عیب واقع ہوا یا بغیر معروف طریقہ سے اجازت لی۔۔۔ ان تمام طریقوں میں اطلاق کی صورت میں طبیب ماخوذ ہوگا۔ (۲۷)

## علی گڑھ یونیورسٹی میں منعقدہ آٹھویں فقہی سیمینار کے شرکاء کی سفارش:

اس طرح قدرت کے باوجود مریض یا اس کے اولیاء کی اجازت کے بغیر اگر مریض کا آپریشن کردے اور آپریشن مضر یا مہلک ثابت ہو تو ضمان لازم آئے گا۔ (۲۸)

اگر کسی مستند معالج نے علاج میں کوئی کوتاہی کی اور اس کی وجہ سے مریض کو ضرر پہنچ گیا تو

معالج ضامن ہوگا۔

''اگر مریض بے ہوش ہے اور اس کے اولیاء وہاں موجود نہ ہوں اور ڈاکٹر یہ محسوس کرتا ہو کہ اس کی جان یا عضو کی حفاظت کے لئے فوری اپریشن ضروری ہے اور اس نے اجازت کے بغیر آپریشن کر دیا ہے مگر مریض کو نقصان پہنچ گیا تو ڈاکٹر ضامن نہ ہوگا''۔(۲۹)

## ماہر ڈاکٹر کا باقاعدہ اجازت سے علاج کرنا:

قانونی طور پر مامور مستند اور ماہر طبیب اگر کسی کا علاج اس کی اجازت سے کرے اور وہ اس کے علاج میں کوئی کوتاہی نہ کرے تو اس پر کسی بھی قسم کی ذمہ داری عائد نہ ہوگی۔لیکن اگر وہ اس قسم کی اہلیت کا حامل نہ ہو تو ذمہ داری اس غیر ماہر غیر مستند اور غیر قانونی طبیب کی ہوگی۔

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

''(فقہاء کرام کا) اس پر اتفاق ہے کہ جب وہ (طبیب) قانونی طور پر مامور ہو غیر قانونی کاموں میں ملوث نہ ہو اور اپنی پیشہ ورانہ امور کی انجام دہی مہارت تامہ کیساتھ ادا کرتا ہو اور قدرتی یا اتفاقی طور پر مریض چل بسا۔ یا اس کا کوئی عضو ناکارہ ہوا یا اس کی کوئی صلاحیت جاتی رہی۔ یہ اس لئے کہ اس کام کے کرنے کی اسے اجازت تھی جیسے بچے کا ختنہ صحیح وقت اور عمر میں اور اس کا علاج تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کیا۔لیکن عضو ضائع ہوا یا بچہ فوت ہوا تو ماہر طبیب پر کوئی ذمہ داری نہیں''۔(۳۰)

جدید دنیا میں علاج معالجے کے لئے عمومی طور پر لوگ سرکاری ہسپتالوں کی طرف رجوع کرتے ہیں یا پھر مستند ڈاکٹروں سے علاج کرواتے ہیں علاج معالجے میں دوسرا امدادی اور ماتحت عملہ بھی ان کے ساتھ شامل ہوتا ہے ان میں اکثر حکومتوں کے ملازمین ہوتے ہیں یا بین الاقوامی اداروں کے ملازمین بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ معاملہ تو بالکل واضح ہے کہ اگر کوئی کسی حکومت یا اتھارٹی کے تحت کام کرتا ہو تو اس کی ذمہ داری عمومی طور پر اس اتھارٹی یا حکومت پر عائد ہوتی ہے جبکہ حکومت اپنے عوام کے ولی کی حیثیت سے اس قسم کے علاج معالجے کرانے کا اختیار رکھتی ہے۔بین الاقوامی ادارے بھی حکومتوں کے تعاون سے اپنا پروگرام متعارف کرواتی ہیں۔اس لئے یہ ذمہ داری بھی حکومت ہی کی ہوتی ہے۔

الموسوعۃ الفقہیۃ کی وضاحت اس سلسلے میں بہت واضح ہے:

''اگر (علاج معالجہ) حاکم کے حکم پر ہو رہا تھا تو کوئی ذمہ داری نہیں اس لئے کہ حاکم کو ولایت عامہ حاصل ہے اور اس کا حکم دفع ضرر کے لئے جائز ٹھرتا ہے''۔(۳۱)

ایک اور جگہ پر ماتحت کارکناں کے بارے میں ہے:

کسی فرد کی اس کے ماتحت افراد کے حوالے سے ذمہ داری: ''یہ گھر میں خادم یا طعام گاہ میں باورچی اور محل میں خادم' کسی فرم میں ملازم' حکومت کے ملازم اور مالک کی گاڑی کے ڈرائیور کی طرح ہے ان سب کا دائرۂ عمل ایک ہی ہے۔ حقیقت میں ہر شخص کسی اور کے فعل کا ذمہ دار نہیں بلکہ اپنے ذاتی فعل کا ہوتا ہے''۔(۳۲)

صاحب جواہر الاکلیل کہتے ہیں:

''اگر اجازت کے حصول کے بعد اس (طبیب) کے عمل سے نقصان ہوا تو ذمہ دار نہ ہوگا کیوں کہ اس کا منافع مالک کی ملکیت ٹھرتا ہے۔ اگر اس کو اجازت دی گئی ہے تو یہ (قانونی طور پر) جائز ہے اور وہ (طبیب) اس میں اس (مالک) کا نائب بن جاتا ہے۔ اس لئے ذمہ داری اس (طبیب) کی نہیں بلکہ اس کے مالک کی ہے''۔(۳۳)

ماتحت عملہ کی ذمہ داری جب وہ حکومت کے حکم کے تحت یا کسی قانونی طور پر حاصل کردہ اختیارات کے حامل ادارے کے تحت کام پر مامور ہوں۔ تو ان کی ذمہ داری بھی عمومی طور پر یا تو حکومت پر عائد ہوتی ہے یا اگر غلطی دانستہ ہو یا تغافل مجرمانہ ہو تو ماتحت عملہ کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاسکے گی۔

اس سلسلے میں صاحب قوانین الفقہیہ رقمطراز ہیں:

''اگر وہ (فرد) جانتا ہو تو اس کی غلطی پر اس کا کوئی مواخذہ نہیں ہوگا لیکن اگر نہ جانتا ہو اور اس سے کوئی غلطی سرزد ہوئی تو کوڑوں سے یا پھر قید سے اس کی سرزنش ہوگی (۳۴)''

اس بحث کو سمیٹتے ہوئے بآسانی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کی رو سے علاج معالجہ کرنا بدن کے حقوق میں سے ہے۔ اور علاج ان افراد سے کرنا جو طبی علوم کو نہ صرف جانتے ہوں بلکہ ان میں ماہر ہوں۔ اسی طرح ان امور میں قانونی اور اخلاقی ذمہ داری ان افراد پر عائد ہوتی ہے جو نہ جانتے ہوئے علاج معالجہ کرتے ہیں۔ اسلام کسی غیر مستند طبیب کو ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ وہ لوگوں کی زندگیوں سے کھیلے۔ اسی طرح اسلام ان افراد کو بھی تحفظ فراہم کرتا ہے جو ماہر ہوتے ہوئے علاج

کرتے ہیں اور کسی وجہ سے ان کا نقصان ہو۔ اگر یہ نہ ہوتو اس اہم کام کی طرف لوگ نہیں آئیں گے جو مجموعی طور پر معاشرے کا نقصان ہوگا۔ غفلت' لاپرواہی اور نااہلیت کی صورت میں اگر کسی کو نقصان پہنچے تو عقل سلیم تقاضا کرتی ہے کہ نقصان کی ذمہ داری انہی کی ہونی چاہیے اسلام تعلیمات کا ماحصل بھی یہی ہے۔

صاحب التراتیب الادار یہ اس بحث کو سمیٹتے ہوئے رقمطراز ہیں:

حاصل کلام یہ ہے کہ دوا سے علاج کرنا' وبا سے اجتناب کرنا اور گرتی ہوئی دیوار کے نیچے بیٹھنے سے احتراز کرنا واجب ہے(۳۵)

☆☆☆☆☆☆

# حوالہ جات وحواشی


۱۔ القرآن: ۵:۳۵

۲۔ بخاری،محمدبن اسماعیل : صحیح ۲:۵۸۴، مکتبہ الاثریۃ بیروت، ۱۹۹۵ ۱۴۱۷

۳۔ الکتانی ، عبدالحی بن عبد الکبیر :التراتیب الاداریۃ ۱:۴۵۵۔۴۵۶، المطبعۃ الوطنیۃ ، الریاض۔ ت ن۔

"ان النبی ﷺ کان یدیم التطبب فی حال صحته و مرضه أما فی صحته فباستعمال التدبیر الحافظ لها من الریاضة وقلة المتناول ۔۔۔۔۔۔وهو ابن وقاص قال مرضت فأتانی النبی ﷺ یعودنی فوضع یده بین ثدیی حتی وجدت بردها فی فؤادی فقال انك مفئود أی مریض بفؤادك"

۴۔ القرافی: شهاب الدین، احمد بن ادریس، الذخیرة، ۱۳: ۳۰۶، دار الغرب الاسلامی ، بیروت اکتوبر، ۱۹۹۴

۵۔ ابن ماجه ، ابوعبدالله محمدبن یزید : سنن ، ۲: ۳۵۱، (کتاب الطب ۳۵۱۵) دارالفکر بیروت ۱۹۹۵/۱۴۱۵

"نهی النبی ﷺ عن الرقی فجاء آل عمرابن حزم فقالوا یا رسول اللهﷺ انه کانت عندنا رقیة نرقی بها من العقرب وانك نهیت من الرقی قال فغرضوها علیه فقال : ما أری بها بأسا من استطاع منکم أن ینفع أخاه فلینفعه"

۶۔ الکتانی، عبدالحی بن عبد الکبیر : التراتیب الاداریۃ ۱:۴٦۲

" کان ضماد صدیقا للنبی ﷺ وکان عاقلا یتطبب و یرقی "

۷۔ الکتانی، عبدالحی بن عبد الکبیر : التراتیب الاداریۃ ۱:۴۵۷۔۴۵٦،

۸۔ بخاری،محمدبن اسماعیل:صحیح(کتاب الطب ۱۲۲۲)دارالسلام،الریاض، ۱۹۹۷/۱۴۱۷، ابن ماجه : سنن (کتاب الطب۳۴۳٦)

۹۔ القرافی: شهاب الدین، احمد بن ادریس، الذخیرة، ۱۳: ۳۰۷

۱۰۔ ابن قیم ، ابو عبدالله ، محمد بن ابوبکر: زاد المعاد من هدی خیر العباد، ص :۳۸۷۴

"ان الله أنزل الداء والدواء وجعل لکل داء دواء فتداووا ولا تداووا بالمحرم"

۱۱۔ الغزالی، محمد بن محمد ، احیاء العلوم الدین، ۱:۳۲ ، المطبعة العامرة الشرقیة ، قاهرة ۱۹۰۸/۱۳۲٦

" وفی البلد فروض کفایات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وأقربها الطب"

۱۲۔ النووی، یحیی بن شریف، روضة الطالبین، ۷:۴۲۷، دارالکتب العلمیة، الطبعة الاولی، بیروت ۱۹۹۲/۱۴۱۲

" ان القیام بفرض الکفایة أفضل من فرض العین ، لأنه لو ترك المتعین اختص هو بالاثم ، ولو فعله اختص بسقوط الفرض ، وفرض الکفایة لو ترکه أثم الجمیع وفرض الکفایة لو فعله سقط الجرح عن الجمیع ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ولا یشك فی رجحان من حل محل المسلمین أجمعین فی القیام بهم من مهمات الدین"

۱۳۔ القنوجی،صدیق بن حسن،ابجدالعلوم۲:۲۵۳،المکتبةالقدوسیة،لاهور، ۱۹۸۳/۱۴۰۳

" العلم علمان: علم الطب للأبدان وعلم الفقه للأديان"

١٤ـ الغزالي، محمد بن محمد، احياء العلوم الدين، ١:١٨

"والطبيب يقدر على التقرب إلى الله تعالى بعلمه فيكون مثاباعلمه من حيث أنه عامل الله سبحانه وتعالى"

١٥ـ الكتاني: التراتيب الادارية ١:٤٦٦

"عن عبدالرحمن بن عوف قال سمعت رسول الله ﷺ يقول إذا كان الوباء بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فرارا منه واذا سمعتم به فى أرض فلا تقدموا عليها وقد رجع عمر بن الخطاب بسبب هذا الحديث لما خرج إلى الشام وأخبر ان الوباء قد وقع بهاوان عمر حمد الله وانصرف"

١٦ـ ابن منظور، جمال الدين محمد بن مكرم، لسان العرب، ١:٥٥٤

" والطبيب في الأصل: الحاذق بالأمور العارف بها، وبها سمى الطبيب الذى يعالج المرضى ونحوهم"

١٧ـ ابن ماجه: سنن، ٢:٢٥٧، الكتانى: التراتيب الادارية ١:٤٤٦ "من تطبب ولم يعلم منه طب قبل ذلك فهو ضامن"

١٨ـ الكتانى : التراتيب الادارية ١:٤٦٦

" وفى رواية لأبى نعيم من تطبب ولم يكن بالطب معروفا فأصاب نفسا فما دونها فهو ضامن"

١٩ـ الكتانى: التراتيب الادارية ١:٤٦٦

" وقال ابن طرحان هذا الحديث فيه احتياط وتحرز على الناس وحكم سياسى مع ما فيه من الحكم الشرعى، وقوله تطبب أى تعاطى علم الطب ولم يكن من أهله ومعناه من تعاطى علم الطب ولم يتقدم له به استعمال ومزاولة وتدرب مع الفضلاء فقتل بطبه فهو ضامن"

٢٠ـ صالح عبدالسميع، جواهر الاكليل، ٢:٢٩٦، الطبعة الثالث، مطبعة مصطفى البابى، قاهرة ١٩٤٧/١٣٦٦

" يضمن الطبيب إن جهل قواعد الطب أو كان غير حاذق فيها فداوى مريضا وأتلفه بمداواته أو أحدث به عيبا"

٢١ـ ابن قدامه: ابو محمد، عبدالله بن احمد بن محمد، المغنى ٥:٥٤٠، مطبعة الامام، قاهره ـ ت ـ ن

" أن يكونوا ذوى حذق فى صناعتهم ولهم بصارة ومعرفة لأنه إذا لم يكن كذلك كان فعلا محرما فيضمن سرايته

٢٢ـ ابن قيم: زاد المعاد، ٢:١٠٦

" أما الأمر الشرعى فإيجاب الضمان على الطبيب الجاهل فاذا تعاطى علم الطب وعلمه ولم يتقدم له به معرفته فقد هجم بجهله على إتلاف الأنفس وأقدم على التهور على ما لم يكن يعلمه فيكون قد غرر بالعليل فيلزمه الضمان لذلك وهذا إجماع من أهل العلم"

٢٣ـ الطرابلسى، علاء الدينابو الحسن على بن خليل: معين الحكام فيما يتردد بين

الخصمين من الاحکام ‘ص‘ ۲۳۸‘حاجی عبدالغفار اینڈ سنز قندهار افغانستان‘ علاء الدين ‘ محمد ‘ الدر المختار شرح تنوير الابصار ٤:٤٧٥‘ نولکشور لکهنو‘ ١٨٧٧/١٢٩٤

” مسئلة الحجام : قال الآخر إن فی عينك لحما إن لم تزله عميت عينك فقال أنا أزيله عنك فقطع الحجام لحما من عينه وهو ليس بحاذق فی هذه الصنعة فعميت عين الرجل يلزمه نصف الدية“

٢٤۔ ابن قيم : زاد المعاد ‘ ٣ :١٠٩

” لا أعلم خلافا فی أن المعالج إذا تعدى فتلف المريض كا ضامنا“

٢٥۔ اسلامك پبليكيشنز‘ اهم فقهی فيصلے‘ ص ٨٥‘ اسلامك فقه اكيڈمی جامعه نگر نئی دهلی انڈيا‘١٩٩٩

٢٦۔ ابن فرحون ‘ برهان الدين ‘ ابراهيم بن علی ‘ تبصرة الحكام فی اصول الاقضية ومناهج الاحكام علی حاشية فتح العلی المالك لعليش محمد احمد ‘ ٢:٣٤٨ ‘ مطبعة مصطفی البابی الطبعة الثانی ‘ قاهره ١٩٣٧/١٣٥٦۔

”اما إذا كان جاهلا أو فعل غير ما أذن له فيه خطأ أو يجاوز الحد فيما أذن له أو قصر فيه عن القدر المطلوب ضمن ما تولد عن ذلك “

٢٧۔ صالح عبدالسميع‘ حواهر الاكليل‘ ٢:٢٩٦‘ ابن قدامه : المغنی ٥:٤٤١

” علم قواعد التطبيب وقصر فی تطبيبه ‘ فسری التلف أو التعييب أو علم قواعد التطبيب ولم يقصر ولكنه طبب المريض بلا إذن منه كما لو ختن صغيرا بغير إذن وليه أو كبيرا قهرا عنه ‘ أو هو نائم أو أطعم مريضا دواء قهرا عنه فنشاء عن ذلك تلف وعيب أوطبب بإذن غير معتبر ـــــفإنه فی ذلك كله يضمن ما ترتب عليه“

٢٨۔ سلامك پبليكيشنز‘ اهم فقهی فيصلے‘ ص ٨٥

٢٩۔ سلامك پبليكيشنز‘ اهم فقهی فيصلے‘ ص ٨٥

٣٠۔ ابن قيم : زاد المعاد ‘ ٣ :١٠٩ ” طبيب حاذق أعطی الصنعة حقها ولم تجن يده فتولد من فعل الماذون من جهة من يطبه تلف العضو أو ذهاب صفة فهذا لا ضمان عليه اتفاقا فإنها سراية مأذون فيه وهذا كما إذا ختن الصبی فی وقت وسن قابل للختان وأعطی الصنعة حقها فتلف العضو أو الصبی لم يضمن“

٣١۔ الموسوعة الفقهية ‘ وزارت الاوقاف وشئون الاسلامية٢٨:٢٧٧

” ولو كان بأمر السلطان لايضمن‘وجهه:أن له ولايةعامة‘يصح أمره لدفع الضرر العام“

٣٢۔ الموسوعة الفقهية ‘ وزارت الاوقاف وشئون الاسلامية٢٨:٢٧٧

” ضمان الشخص لأفعال التابعين له: ويتمثل هذا فی الخادم فی المنزل ‘ والطاهی فی المطعم ‘ والمستخدم فی المحل والعامل فی المصنع والموظف فی الحكومة وفی السائق السيارة لمالكها كل فی دائرة عمله“

٣٣۔ صالح عبدالسميع‘ حواهر الاكليل‘ ٢:٢٩٦

” ولا يضمن ما هلك من عمله المأذون فيه‘ لأن المنافع متی صارت مملوكا للمستاجر ‘ فذا أمره بالتصرف فی ملكه‘ صح‘ يصير نائبا منابه‘فيصير فعله منقولا

إليه ' كأنه فعله بنفسه ' فلهذا لا يضمنه وإنما الضمان في ذلك على مخدومه"

٣٤ـ ابن جوزى ' ابولقاسم محمد بن احمد ' القوانين الفقهية ' ص ' ٢٨٨ ' صالح عبدالسميع ' حواهر الاكليل ' ٢:٢٩٦
" فإن كان عارفا فلا يعاقب على خطئه ' وإن كا غير عارف ' وغر من نفسه ' فيؤدب بالضرب والسجن"

٣٥ـ الكتانى :التراتيب الادارية ١ :٤٦٨ "ومن ثم علم ان العلاج بالدواء والاحترازالوباء والتحرزعن الجلوس تحت الجدارالمائل واجب"